اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

وحید العصر شمس العلماء حضرت مولانا ابو الفتح سید نصرت تشریف اللٰہی (شکاگو، امریکہ)

خصوصیاتِ سیرتِ ثانیِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی سیرت عین سیرتِ مہدیٔ موعود علیہ السلام تھی۔ اِس کے متعلق جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ اِس مقدس بارگاہ میں اپنا حقیر نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی نیت سے صرف چند پہلو اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

(1) قدم بقدم اِتباعِ مہدیؑ:- ایک روز مہدیٔ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس جگہ سے بندہ نے قدم اُٹھایا اُس جگہ بھائی سید محمود نے قدم رکھا یعنی ہمارے قدم بقدم ہیں ۔

(تذکرۃ الصالحین صفحہ 174)

(2) فقر و دیانت:- روایت ہے کہ حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ کا پاجامہ تار تار ہو گیا تھا۔ میاں بابنؓ جن کو سویت کا عہدہ دیا گیا تھا اور عُشر کی سویت بھی اُن ہی کے ذمہ تھی ایک روز اُنہوں نے ایک نیا پاجامہ سلوا کر حضرت ثانیِ مہدیؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؓ نے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟

عرض کیا "میرانجی عشر کی رقم سے چند درہم بچ گئے تھے اُسی سے بنوالیا ہوں۔ آپؓ بہت خفا ہوئے، فرمانے لگے کہ یہ پہننا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ تو مضطروں کا حق ہے کسی غیر مضطر کو نہیں پہننا چاہیے۔ میاں بابنؓ نے عرض کیا حضرت مہدی علیہ السلام نے کبھی کبھی عشر سے تصرف فرمایا ہے۔ میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ وہ مہدئ موعودؑ تھے رب العزت کے حکم سے کرتے تھے اور ذاتِ صاحب تحقیق کی برابری کرنا ہمارے لیے روا نہیں ہے۔ جاؤ اور فوراً اِس کو فروخت کرکے اِس کی قیمت عشر کی رقم میں جمع کردو۔ آخر میاں بابنؓ نے اِس پاجامہ کو فروخت کردیا اور اُس کی رقم عشر میں جمع کردی۔ (نقلیاتِ میاں عبدالرشیدؒ مع ترجمہ وتوضیحات)

(3) قناعت:- میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی قناعت کا اندازہ اِس روایت سے ہوسکتا ہے کہ بی بی کدبانوؓ نے بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا کہ میراں سید محمودؓ سے بطور خود جاکر کہیں کہ ہمارے مہمانوں کے اخراجات کی غرض سے چند حصے زیادہ کیجیے۔ میاں شاہ دلاورؓ نے عرض کیا، میراں سید محمودؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ میاں دلاور یہ آپ نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ کسی نے آپ کے ذریعہ کہلایا ہے۔ بی بی کدبانو اِس بندہ سے اسبابِ دنیا کا کچھ حصہ طلب کررہی ہیں اِس بندہ کے لیے حضرت مہدئ موعودؑ نے سویت کے دس حصے مقرر فرمائے ہیں یہی کافی ہیں۔ اِس کے بعد چند فرزند بھی تولد ہوئے اِس کے باوجود حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سویت کے دس حصوں سے زیادہ کچھ نہیں لیا۔

(نقلیاتِ میاں عبدالرشیدؒ مع ترجمہ وتوضیحات)

(4) سرمایہ داروں سے بیزاری:- ایک مرتبہ بادشاہ گجرات سلطان محمود بیگڑہ کی دختر نے جو موافقِ مہدئ تھیں حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں ایک خط بھیجا جسے دیکھ کر

آپؓ نے بہت زاری کی اور فرمایا کہ ابھی میرا نام اہلِ دنیا کے مکتوب میں لیا جارہا ہے۔(نقلیاتِ میاں عبد الرشیدؒ مع ترجمہ وتوضیحات)

(5) توکل:- ایک دفعہ بی بی کدبانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائیوں نے حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کی۔ حضرتؓ نے اِس کو قبول نہیں فرمایا اور فرمایا کہ قرابت داری کے

لحاظ سے دے رہے ہو۔ اگر اللہ کے لیے دینا مقصود ہوتا تو اتنے دائرے موجود ہیں وہاں لے جا کیوں نہیں دیا۔ اِس کے بعد بی بیؓ کے بھائیوں نے پوشیدہ طور پر رقم دے دی۔ چند دنوں کے بعد حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اِس کا علم ہوا تو آپؓ نے بہت تہدید فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ اور اپنے بھائیوں کے گھر بیٹھ کر یہ رقم وہیں کھاؤ۔ بی بیؓ نے ساری رقم اُسی وقت حضرت کی خدمت میں پیش کردی۔
حضرت میراں سید محمودؓ نے وہ ساری رقم طالبانِ خدا میں سویت کروادی۔
ثانیِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قیامِ بھیلوٹ کے دوران آپؓ کو سید مصطفیٰ غالب خاں نے دو ہزار تنکے راہِ خدا میں بھیجے اور سید چاند شاہ سے کہا کہ اِس میں سے آدھی رقم اب دو اور آدھی چند روز کے بعد دینا۔ اگر ایک ہی وقت میں سب دے دوگے تو ابھی خرچ کرڈالیں گے۔ سید چاند شاہ نے یہ بات حضرت میراں سید محمودؓ سے بیان کردی۔ آپؓ نے رقم قبول نہیں کی اور فرمایا کہ اب تک ہم خدا کو یاد کرتے رہے اِس کے بعد غالب خاں کو یاد کریں گے کہ باقی رقم کب بھیجے گا۔

(6) جراءتِ اظہارِ حق واستقامت فی الدین:- حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو جراءتِ اظہارِ حق اپنے پدرِ بزرگوار شہنشاہِ ولایت آفتابِ ہدایت سے ورثہ میں ملی تھی۔ اُس وقت پیغمبر صفات کی استقامت فی الدین کا یہ اعجاز تھا کہ جب آپؓ خراسان پہنچے تو متبعین میں سے کسی نے

عرض کیا کہ میرانجیؒ ہم ہندی ہیں اور یہ خراسانی، انتہائی بلند لوگ ہیں مصلحت کا تقاضہ ہے کہ آپؑ چند روز کے لیے اپنے دعویٰ کو پوشیدہ رکھیں۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر دعویِٰ مہدیت تمہاری طاقت کے بل پر کیا جاتا تو ایسا ہی ہوتا۔ اگر حق تعالیٰ کی قوت پر کیا گیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔ اُس کے بعد ہی آپؑ نے پوری قوت سے دعوئے کا اظہر فرمایا اور سفر کی کٹھن سے کٹھن منزلوں میں آپؑ نے ایسی معجزانہ جراءتِ حق اور استقامت کا اظہار فرمایا کہ وہ تاریخِ مہدویہ کا کلیدی باب ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ خود میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں کئی موقعوں پر ایسی جراءت کا اظہار فرمایا ہے۔

جب آپؑ بھیلوٹ میں سکونت پذیر تھے تو ملا شیخ احمد مہراسیہ نے فتح خاں کے سامنے حضرت میراں سید محمودؓ کی شکایت کی اور کہا کہ وہ منکرانِ مہدی کو کافر کہتے ہیں۔ فتح خاں نے باور نہیں کیا۔ شیخ نے گواہی دلانے کے لیے فتح خاں کے ہاں سے دو اشخاص کو ہمراہ کر کے حضرت میراں سید محمودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سوال کیا کہ منکرانِ مہدی علیہ السلام کو کیا فرماتے ہیں؟ میراں سید محمودؓ نے جواب دیا، "کافر" کہتا ہوں۔ شیخ نے پھر پوچھا کہ آپؓ منکرانِ مہدیؑ کو کیا فرماتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا، "اکفر" کہتا ہوں۔ پھر سوال کیا کہ آپؓ کیا فرماتے ہیں؟ حضرتؓ نے فرمایا، "اظلم" کہتا ہوں۔ شیخ نے کہا فتح خاں دریافت کرتے ہیں؟ میراںؓ فرماتے ہیں فتح خاں کون ہے اگر بادشاہِ وقت سلطان محمود بھی مہدیؑ کا انکار کرے تو کافر ہے۔ (انصاف نامہ صفحہ 38)

(7) نیستی وانکساری:- حضرت مہدی علیہ السلام کی کئی ایک بشارات اور متعدد فضائل کے باوجود آپؑ کے اوصاف میں نیستی اور انکسار ہمیشہ نمایاں رہے۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ کسی بھی وقت اِس بندہ کے دل میں خطرہ پیدا نہیں ہوا کہ میں مہدیؑ کا فرزند ہوں اور میراں سید محمد مہدئ موعودؑ

میرے والد ہوتے ہیں۔ (شواہد الولایت صفحہ 470)

روایات بتاتی ہیں کہ آپؑ ہر ہفتہ جمعہ کے دن بعد ظہر اجماع کیا کرتے تھے جن میں اکثر مہاجرینؓ حاضر رہا کرتے تھے اِن کے علاوہ دیگر طالبانِ خدا بھی موجود رہتے تھے۔ آپؑ ایک ایک مہاجرؓ کا نام لے کر فرماتے کہ آپ بھائیوں میں یہ بندہ بہت چھوٹا بھائی ہے۔ آپ لوگوں نے حضرت مہدیؑ سے جو معلومات حاصل کیے ہیں بیان کیجیے۔

(8) تربیتِ مہاجرینؓ:- روایت میں آیا ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ عشق کی آگ تمام صحابہ کو پہونچی ہے۔ بعض تمام اور بعض ناتمام ہیں جو ناتمام ہیں وہ بھائی سید محمودؓ کے پاس تمام ہوں گے۔ چنانچہ بعد کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی مہاجرینؓ آپؑ کی صحبت میں کامل ہوئے ہیں۔

روایت ہے کہ مہاجرِ مہدیؑ میاں ملک جی جنہوں نے آپؑ کے حکم سے علیحدہ دائرہ قائم کر رکھا تھا اُن کے اپنے دائرہ میں کئی سو طالبانِ خدا دنیا ترک کر کے سکونت پذیر تھے۔ میاں ملک جیؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جسے خدائے تعالیٰ سے ہر روز تازہ خبر نہیں ملے وہ خدا والوں میں نہیں ہے۔ ایسی ہستی کے متعلق میراں سید محمودؓ نے فرمایا کہ میاں ملک جیؓ کو چاہیے کہ مہاجروںؓ کی صحبت اختیار کریں۔ جب یہ اطلاع میاں ملک جیؓ کو ملی تو آپ نے دائرہ کو اُٹھا دیا اور ثانیِ مہدیؓ کے حضور حاضر ہوگئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں مزید تعلیم و تلقین کے بعد ثانیِ مہدیؓ نے اُنہیں رخصت دی اور اُنہوں نے موضع بھالیہ میں دائرہ قائم کیا۔

(9) دائرہ کے حدود کی حفاظت:- جرمن ماہرِ سماجیات رابرٹ مائیکل نے "چرچ اینڈ سیکٹ اِن کینڈا" میں لکھا ہے کہ انسانی تنظیمیں اپنے حقیقی نصب العین کو رفتہ رفتہ کسی ایسے نصب العین سے

بدل دیتی ہیں کہ حصول کے لیے اِن کی تشکیل نہیں ہوئی تھی۔ بعد میں ایس-ڈی-کلارک اور رابرٹ ٹرمن نے اپنی کتاب "سماجی نظریات اور سماجی ڈھانچے" میں انسانی تنظیموں کے اِس عجیب وغریب رجحان کی تفصیلات دریافت کیے اور مائیکل کے نظریہ کی تصدیق کی مگر ثانیِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عہدِ خلافت میں آپؓ کی اور مہاجرین کی عملی جدوجہد کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی تنظیم اور اُس کی قیادت اپنے نصب العین سے وابستگی اور اُس کو جوں کا توں برقرار رکھنے کے جذبہ سے سرشار ہو تو تبدیلِ نصب العین کے اِس عمل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ثانیِ مہدیؓ کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے ملتِ مہدویہ کے اصلی نصب العین اور بنیادی اُصول کو آپؓ نے تنظیم کی نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیا۔ وقت اور حالات کی تبدیلیوں کا نہایت ہی پامردی اور کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور دینِ مہدیؑ کے پرچم کو ہر قیمت اور بہرحال بلند رکھا۔ جو عقیدہ اور عمل کا معیار امامنا علیہ السلام کے دور میں برقرار تھا۔ اُس کو جاری رکھنے اور اُس میں رمق برابر بھی فرق نہ آنے کے لیے زبردست جدوجہد، آپؓ کا مثالی کارنامہ ہے۔ اِس ضمن میں اُصول تو اُصول ہیں فروعات اور جزئیات میں بھی ردوبدل کو آپؓ نے برداشت نہیں کیا اور شخصی مروت آپؓ کی راہ میں حائل نہ ہوسکی۔ جس کی دو مثالیں آپ کے سامنے رکھی جارہی ہیں۔

جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں دائرہ میں ذکرِ کثیر کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی اِس کی ترکیب یہ تھی کہ فجر سے دیڑھ پہر دن تک حجرہ میں رہیں۔ دو آدمی ایک جگہ جمع نہ ہوں پھر ظہر سے عصر تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہیں عصر کی نماز کے بعد سے مغرب تک بیانِ قرآن سنیں اور پھر مغرب سے عشاء تک ذکر میں مشغول رہیں اگر اِن اوقات میں کوئی حجرہ سے باہر ہوتا تو اُس کے حجرہ کو پارہ پارہ کر دیا جاتا تھا اور مہاجرِ مذکور کو دائرہ سے باہر کر دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بعد مغرب حضرت ملک معروفؓ اور میاں لاڑ شاہؓ ایک آیت پر جس کا عصر اور

مغرب کے درمیان بیان ہو اتھا گفتگو کر رہے تھے۔ تو میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ نے ہر دو سے فرمایا کہ آپ لوگ نظامِ جماعت کو توڑ رہے ہیں۔

ایک اور واقعہ بتاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک مصدق ملک لطیف نے اپنی لڑکی کی تسمیہ خوانی پڑھانے کے لیے میاں سلام اللہؒ کو باصرار مدعو کیا اور ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ میاں سلام اللہؒ نمازِ مغرب دائرہ میں ادا کر کے جائیں اور پھر نمازِ عشاء میں موجود رہیں تاکہ آپؑ کے دائرہ سے غیر حاضری محسوس نہ ہو۔ اِس پابندی کے باوجود بھی جب یہ بات میراں سید محمودؓ کے علم میں آئی تو آپؑ بے حد ملول اور رنجیدہ ہوئے اور میاں سلام اللہؒ کو جو آپؑ کے ماموں بھی تھے بلوا کر سخت تہدید کی اور فرمایا "ماموں جی میں دوبارہ آپ کی حرمت کا لحاظ نہیں کرونگا اور آپ کو دائرہ

سے خارج کر دوں گا۔ روایت بتاتی ہے کہ میاں سید سلام اللہؒ ڈیڑھ مہینہ تک شرمندگی سے منہ چھپاتے رہے۔

حضرت میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہؓ کے دائرہ میں مہاجرین سے اگر کوئی زبان، ہاتھ، پیر، آنکھ یا کان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا تو معتبر گواہوں سے تحقیق فرما کر خاطی کی سزاء از روئے شرع مقرر کی جاتی تھی اِس طرح دائرہ کے حدود کی حفاظت کا جو اہتمام میراں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ نے کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

بشکریہ "نورِ حیات جنوری 1998 عیسوی

PRESENTED BY

FAIZAAN-E-MAHDI AHS